درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی اکل الارنب

خرگوش کھانے کا بیان

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو داؤد حدثنا شعبة عن ہشام بن زید قال سمعت انسا یقول انفجنا ارنبا بمرالظهران فسعی اصحاب رسول الله ﷺ خلفها فادر کتها فاخذتها فاتیت بها ابا طلحة فذ بحها بمروة فبعث معی بفخذها اوبورکها الی النبی ﷺ فاکله فقلت فاکله قال قبله۔

ترجمہ : محمود بن غیلان روایت کرتے ہیں ابو داؤد سے اور وہ شعبہ سے اور وہ ہشام بن زید سے اور آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ ہم نے مر الظہران میں ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اسکے پیچھے دوڑے پس میں نے اس کو پایا اور اسکو پکڑا اور اسکو حضرت ابو طلحہؓ کے پاس لے کر آیا آپؓ نے اس کو تیز پتھر سے ذبح کیا اور میری وساطت سے اسکی ران یا سرین کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے اسے کھایا تو میں نے پوچھا کیا واقعی آپؐ نے اسے کھایا تو آپؓ نے فرمایا اسکو قبول کیا۔

وفی الباب عن جابرؓ و عمارؓ و محمد بن صفوانؓ و یقال محمد بن صیفی هذا حدیث حسن صحیح و العمل علی هذا عنداکثر اہل العلم لایرون باکل الارنب بأسا وقد کرہ بعض اہل العلم اکل الارنب وقالو انها تدمی۔

ترجمہ : اس بات میں حضرت جابرؓ، عمارؓ، محمد بن صفوانؓ جس کو محمد بن صیفی کہا جاتا ہے سے روایات مروی ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے یہ حضرات خرگوش کے کھانے کو برا نہیں سمجھتے

مگر بعض اہل علم نے خرگوش کے کھانے کو مکروہ کہا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ اس کو خون آتا ہے۔

ارنب

یہ ایک قسم کا جانور ہے جو بکری کے چھوٹے بچے کے مانند ہوتا ہے اس کی ھیئت یہ ہے کہ اسکے اگلے والے پیر (ہاتھ) چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور پچھلے والے پیر (پاؤں) دراز ہوتے ہیں اور اسی کے بسبب تیز چلتا ہے 'اسکی جمع ارانب آتی ہے۔ اور یہ اسم جنس ہے اسکا اطلاق مذکر اور مونث دونوں پر یکساں ہوتا ہے 'صرف اسم اشارہ سے پتہ چلتا ہے جیسا کہ عقاب یہ لفظ بھی مذکر اور مونث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ البتہ مونث کے لئے ھذہ العقاب اور مذکر کے لئے ھذا العقاب بولا جاتا ہے 'تو اسی طرح ارنب میں مذکر اور مونث میں تمیز اسم اشارہ سے ہوگی۔ عربی زبان میں نر خرگوش کی خزء بھی مستعمل ہے جس کی جمع خزان آتی ہے جیسے صرو کی جمع صروان ہے۔ اور مادہ خرگوش کو عکرشۃ بھی کہا جاتا ہے۔ (حیوۃ الحیوان)

خصوصیت

مادہ خرگوش کے بارے میں مشہور ہے کہ چونکہ اس میں شہوانی مادہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہ بسا اوقات نر خرگوش سے خود جفتی کرنے لگتی ہے 'حتی کہ حالت حمل میں بھی جفتی کرتی ہے۔

علامہ دمیریؒ نے لکھا ہے کہ خرگوش آنکھیں کھول کر سوتا ہے 'شکاری شکار کرتے وقت محسوس کرتا ہے کہ وہ جاگ رہا ہے۔ اسی طرح دمیری اور دیگر حضرات نے کئی اور فوائد لکھے ہیں۔

طبی فوائد :

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے معنی اور بغیر فائدہ کے پیدا نہیں فرمائی ہے 'علماء طب نے خرگوش کے بھی طبی لحاظ سے بہت سارے فوائد بیان کئے ہیں۔

(۱) مثلاً اگر کوئی شخص خرگوش کا دماغ ایک خاص مقدار تک گائے کے دودھ کے ساتھ استعمال کرے تو وہ شخص بوڑھا نہیں ہوگا۔

(۲) خرگوش کا النفخۃ (پنیر کی مانند گاڑھا دودھ ہوتا ہے جو شیر خوار بچے کے پیٹ میں ہوتا ہے) استعمال سرطان کے مرض میں مفید ہے۔

(۳) علامہ دمیری نے لکھا ہے کہ جب عورت نر خرگوش کا انفخہ استعمال کرے تو لڑکا پیدا ہوگا۔ اور جب مادہ خرگوش کا انفخہ کھائے تو لڑکی پیدا ہوگی۔

(۴) بقراط نے کہا ہے کہ خرگوش کا گوشت گرم خشک ہے۔ اسکے استعمال سے پیٹ صاف ہوتا ہے اور پیشاب کھل کر آتا ہے۔

(۵) خرگوش کا دماغ جب بھون کر سیاہ مرچ کیساتھ استعمال کیا جائے تو اس سے رعشہ ختم ہو جاتا ہے۔

(۶) خرگوش کا خون چہرے کے سفید داغ اور سیاہ داغ اور جھائیوں کے ختم کرنے میں مفید ہے۔

(۷) بستر پر پیشاب کرنے والے عادی شخص کو جب خرگوش کا گوشت مسلسل کھلایا جائے تو اس مرض سے نجات پائے گا۔

دریائی خرگوش :

ایک قسم کا خرگوش دریا میں بھی پایا جاتا ہے اسکا سر خرگوش کی مانند اور باقی جسم مچھلی کی مانند ہوتا ہے۔ ابن سینا نے کہا ہے کہ یہ ایک چھوٹا ساز ہریلا جانور ہے اس کا استعمال انسان کو ہمیشہ کی نیند سلا دیتا ہے۔ اس لئے فقہاء کرام نے اسکے کھانے کو حرام قرار دیا ہے۔

اعتراض : اگر کوئی یہ کہے کہ یہ فقہی قاعدہ ہے کہ جو جانور خشکی میں حلال ہو اس کی ہم مثل سمندر میں بھی حلال ہے۔ تو یہ کیوں حرمت کا قول ہوا ہے؟

الجواب : تو جواب یہ ہے کہ اس کی مشابہت صرف نام سے ہے شکل سے نہیں۔ اس لئے دونوں کے احکام میں فرق ہے۔

تشریح حدیث :

انفجنا ارنبا ہم نے ایک خرگوش دیکھا اور اسکے پیچھے پڑ گئے اور اسکو شکار کیا اور قافلے کے امیر کے پاس لے کر آئے۔ اس لئے کہ قافلہ کے سربراہ سے مشورہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ فاتیت بھا ابا طلحة پس اسکو ابو طلحہ کے پاس لے کر آئے فذ بحھا بمروۃ انہوں نے سفید سنگ مرمر سے اس کو ذبح کیا۔

مروۃ حجر ابیض یعنی سفید پتھر کو کہا جاتا ہے جب اسکو توڑ دیا جائے تو وہ کلہاڑی کی طرح تیز ہو جاتا ہے اور چھری و چاقو سے زیادہ تیز کام کرتا ہے۔

انفجنا:

انفاج اور نفج کا معنی کسی چیز کو برانگیختہ کرنا اپنی جگہ سے بھڑکانا اور بھاگ جانے پر مجبور کرنا۔

ایک ادبی نکتہ :

یہ ایک علمی اور ادبی نکتہ اور لطیفہ ذہن میں رکھیں کافی آسانی ہوگی۔ حروف اصلی ف۔ع۔ل۔ فعل میں جب بھی ف اور ع کی جگہ ن اور ف ہوں اور فعل کے حرف لام کے مقابلہ میں حروف تہجی کا جو بھی حرف آئے تو اس کے مفہوم میں بھڑکانا اپنے قبضہ سے نکالنا اور کسی چیز کو اپنے سے الگ کر دینا اور کسی چیز کا نکل جانا شامل ہوگا مثلاً حروف تہجی میں حرف نفا ہے نفب' نفتہ ہے اب لام کی جگہ حرف ثاء آجائے تو نفث پھونکنا'

تھوک دینا دم دالدنیا ہے من شر النفثات فی العقد آدمی تھوک یا سانس پھینکتا ہے ۔ ایسا ہی حرف ج نج جو حدیث کے باب میں ہے حرف حاء نح سانس نکالنا حرف فاء نفخ۔ خراٹے بھرنا آواز نکالنا۔ حرف سین نفس سانس لینا اور نکال دینا حرف شین نفش روئی دھننا جس سے روئی کی گالیں دور دور جا کر گرنے لگی ہیں و تکون الجبال کاالعهن المنفوش ۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگ جائیں گے حرف راء نفر۔ جس کے معنی گھر بار سے روانہ ہو جانا چلے جانا سفر کرنا ہے ولولا نفر من کل فرقہ ۔ انفروا خفافاً و ثقالاً جیسی آیات میں ہے اسی طرح نفیر عام بھی ہوتا ہے۔ حرف ضاد ہو تو نفض ہوتا ہے جس کا معنی پھینک دینا الگ کر دینا ہے حرف کا لفظ میں یہی مفہوم ہے۔ نفز بھی برانگیختہ کر دیتا ہے۔

استنفز :

استنفاز لوگوں کو جنگ کے لئے نکالنا۔ نفد نفاد کا معنی ہر چیز کا ختم ہو جانا نفذ ذال کے ساتھ حکم صادر ہو کر نافذ ہونا۔ حرف ع نفع کا تو مفہوم ہی کسی اور کو فائدہ آرام علم مال وغیرہ دے کر اپنے لئے الگ ہو تا نفع پہونچا۔ نفق میں حرف قاف آیا تو بھی مفہوم آپنی چیزوں کو خرچ کر دیتا ہے جیسے انفاق فی سبیل اللہ ہے نفقہ کسی کو کھانا پینا رہائش لباس مہیا کر کے اسے اپنے سے الگ کر دینا ہوتا ہے۔ نفل میں لام کے بدلے لام ہے۔ اسکا معنی بھی ضرورت سے نکل جانے والی اشیاء مراد ہوتی ہیں۔ غنائم بھی مالک کے قبضے سے نکل جاتے ہیں اور جہاد میں اسے مجاہدین پر بانٹ کر اپنے قبضہ سے نکالا دیا جاتا ہے۔ نفل وہ اموال جو ضرورت سے فالتو ہوں نفل وہ عبادات و اعمال جو لازمی فرائض سے زائد ہوتے ہیں الغرض جو بھی لفظ حروف تہجی میں حرف لام پر جگہ آنے پر مہمل نہ ہو اس میں یہی اخراج اور نکال دینے' چلے جانے کا مفہوم ہو گا حروف تہجی کا آخری حرف اگر یاء ہے تو نفی کا معنی ساقط کر دینا ہے۔ انفاء من العرض کا معنی کسی کو شہر بدر کر دینا ہے جیسا کہ ان ینفوا من الارض۔

تیز دھار پتھر سے ذبح کرنے کا حکم :

مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی پتھر اتنا تیز ہو جائے کہ وہ چھری کی طرح کام کرتا ہو تو اسکے ساتھ جانور کو ذبح کرنا جائز ہے اس لئے کہ ذبح میں اصل جانور کی رگوں کو کاٹنا ہوتا ہے جو اس سے پورا ہو جاتا ہے اسی طرح چھری و چاقو کے علاوہ دوسرے تیز دھار والے آلات سے بھی اگر کسی جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے وہ بھی حلال اور قابل استعمال ہے۔

مروہ کی وجہ تسمیہ :

مسجد حرام مقدس میں مروہ کی پہاڑی کو مروۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہاں تیز دھار پتھر ہوتے تھے تو تیز اور سفید پتھر کو مروۃ کہا جاتا ہے اور جو پتھر سفید نرم اور بغیر دھار کے ہوتے ہوں تو ان کو بصر کہا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ ایسے علاقے میں چلے جائیں جہاں چھوٹے چھوٹے سفید پتھر ہوں اس قافلے کے امیر حضرت سعد بن ابی وقاص تھے جب یہ حضرات عراق کے اس علاقے میں جہاں سفید چھوٹے چھوٹے پتھر تھے پہنچے تو فرمایا هولاء البصر یہ تو وہ سفید پتھر ہیں جو ایک ہی وار سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جس کا حضرت عمرؓ نے حکم فرمایا تھا اور یہیں خیمہ زن ہوئے اور اسی سے بصرہ بنا۔

فبعث معی بفخذها تو آپ نے اس میں رسول اللہ ﷺ کا بھی حصہ کر دیا اور میرے ہاتھوں بھیج دیا اس جملہ میں تاکید کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ میں اس واقعہ کا شاہد ہوں او بورکھا راوی کو شک ہے کہ آپ نے خرگوش کی ران یا اس کے شانہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔

فاکلہ : تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو تناول فرمایا قلت میں نے کہا اکلہ ؟ کیا یقیناً رسول اللہ ﷺ نے اسکو کھالیا؟ تو استاد نے کہا قبلہ کہ آپ ﷺ نے اسکو قبول کیا۔

مسئلہ تعبیر بالمفہوم :

اس سے معلوم ہوا کہ تعبیر بالمفہوم جائز ہے بشرطیکہ اس بات کا یقین ہو کہ یہ کام اس لئے ہوا ہے تو استاذ نے کہا کہ کھانے کی چیز جب کوئی قبول کرتا ہے تو اسکا استعمال کھانے کیلئے ہوتا ہے اور جب اسکو دور پھینکتا تو اسکا مقصد قبول نہ کرنا ہوتا ہے۔

شلوار کا پہننا :

رسول اللہ ﷺ نے شلوار کو استعمال نہیں کیا ہے مگر اسکو محبت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اسکی بڑی تعریف کی ہے کہ شلوار بہت اچھی چیز ہے اس میں زیادہ پردہ ہے۔ آرام دہ ہے تو اس نے تعبیر کر دی کہ شلوار بھی سنت ہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے یں یہ ثابت ہے کہ آپؐ نے شلوار خریدی بھی ہے' تو شلوار خریدنا اور اسکو محبت کی نگاہ سے دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے قبول فرمایا ہے اور اسکو پسند کیا۔

حالت احرام میں حمار وحشی کا گوشت :

جب آپ ﷺ کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت احرام کی حالت میں لایا گیا تو آپؐ نے قبول نہیں فرمایا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حمار وحشی کا شکار حالت احرام میں جائز نہیں۔

لا یرون باکل الارنب باسأ تو لابأس سے مراد ہے کہ یہ چیز الھم کے ساتھ یعنی بہ مشکل جائز ہے۔ عبداللہ بن عمر عکرمہ اور بعض دوسرے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ نے فرمایا ہے کہ خرگوش کا کھانا اچھا نہیں ہے اس میں کراہت تحریمی ہے انہا تدمی اسکو حیض آتا ہے۔ اور بعض نے یہ معنی کیا ہے اسکا گوشت پاک نہیں ہوتا جتنا اسکو دھوؤ گے اتنا ہی سرخ ہوگا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کو حیض آتا ہے جیسے عورت کو حیض آتا ہے حیوانات میں بھی بعض حیوان ایسے ہیں جن کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ ان کو حیض آتا ہے مثلاً چمگادڑ' ویل مچھلی' خرگوش اور بعض نے اونٹ کے بارے میں بھی یہ رائے اختیار کی ہے۔

والعمل علی هذا عنداکثر اہل العلم الخ امام نووی ؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ خرگوش کا گوشت باتفاق علماء حنفیہ 'مالکیہ شافعیہ 'اور احمد یہ حلال ہے۔ علامہ عینیؒ نے امام کرخیؒ کا قول نقل کیا ہے تمام حنفیہ کے ہاں اجماعی بات یہ ہے کہ خرگوش کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ انکا شمار درندوں میں نہیں ہے۔

الا عبداللہ بن عمرؓ و بن العاص اور ابن ابی لیلی اسکو مکروہ مانتے ہیں۔

ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی ایک روایت ہے کہ حزیمۃ بن جزء فرماتے ہیں قلت یا رسول الله ﷺ ماتقول فی الارنب قال لا اکله ولاا حرمه قلت فانی اکل مالا تحرمه ولم یا رسو ل الله؟ قال نبئت انها تدمی۔

میں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ آپ خرگوش کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہ میں اسکو کھاتا ہوں اور نہ اسکو حرام کرتا ہوں تو میں نے کہا بے شک میں کھاؤں۔ اسکو جس کو آپؐ حرام نہیں کرتے اور یہ کیوں یا رسول اللہ ﷺ تو آپؐ نے فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کو خون آتا ہے۔

جواب:

مگر یہ روایت کئی وجوہ سے معلول ہے حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ اسکی سند ضعیف ہے اور اگر صحیح بھی ہے تو اس میں کراہت پر کوئی دلیل نہیں اسکی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر خود فرماتے ہیں کہ وهب الی النبیؐ فلم یاکلها ولم ینه عنها و زعم انها تحیض کہ آپؐ کے پاس خرگوش لایا گیا تو آپؐ نہ اسکو کھایا اور نہ اس سے منع کیا بلکہ گمان کیا کہ اسکو حیض آتا ہے۔

امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے جاء اعرابی الی النبی ﷺ بارنب قدشواها فو ضعها بین یدیه فامسك وامر اصحابه ان یاکلوا ایک اعرابی نے آپ ﷺ کو بھنا ہوا خرگوش لا کر آپؐ کے سامنے رکھا آپ ﷺ نے اسکو پکڑا اور اپنے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اسکو کھاؤ۔

علامہ مرغینانی نے ھدایہ میں بھی خرگوش کی حلت پر یہ دلیل پیش کی ہے ان النبی ﷺ اکل من ارنب حین اهدی الیه مشو یا و أمرا صحابه بالا کل منه۔

کہ آپؐ نے خود بھی خرگوش کو کھایا جب آپؐ کو بھنا ہوا خرگوش ھدیہ کر دیا گیا اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اس کے کھانے کا حکم دیا۔ امام دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے اهدی الی رسول الله ﷺ ارنب

وانا نائمة فحبالی منها العجز فلما قمت اطعمنی کہ آپ ؐ کو ایک خرگوش ھدیۃ کیا گیا اور میں سوئی ہوئی تھی آپ نے میرے لئے اس سے کچھ حصہ چھوڑ دیا جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو آپ ؐ نے مجھے کھلایا۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت عمارؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ کنا مع رسول اللہ ﷺ فاھدی الیہ رجل من الاعراب ارنبا فاکلنا۔ فقال انی رایت بھا دما فقال ﷺ لا باس بہ ۔

ترجمہ : ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک اعرابی نے خرگوش آپ ؐ کو ھدیہ کیا تو ہم نے اس کو کھایا تو اعرابی نے کہا بیشک میں نے اسکو دیکھا ہے کہ اسکو خون آتا ہے تو آپ ؐ نے فرمایا لا باس بہ اسمیں کوئی حرج نہیں۔

علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمیرؓ سے کسی نے خرگوش کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا لا یأس بہ یعنی اسکے کھانے میں کوئی حرج نہیں تو اس شخص نے عرض کیا انھا تحیض کہ اسکو حیض آتا ہے تو آپؓ نے فرمایا بے شک جو اسکے حیض کو جانتا ہے وہ اسکے طھر کو بھی جانتا ہے۔

خلاصہ : تو ان روایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ خرگوش کھانا بلا کراہت جائز ہے۔

....

باب ماجاء فی اکل الضب

گوہ کے کھانے کا بیان

حدثنا قتیبة حدثنا مالك بن انس عن عبدالله بن دینار عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ سئل عن اکل الضب فقال لا اکله ولا احرمه وفی الباب عن عمروؓ وابو سعید الخدریؓ ابن عباسؓ وثابت بن ودیعةؓ و جابرؓ وعبدالرحمان بن حسنةؓ وهذا حدیث صحیح۔ ترجمہ : حضرت قتیبہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن انسؓ سے اور عبداللہ بن دینار سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ سے گوہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ؐ نے فرمایا کہ میں نہ اسکو کھاتا ہوں نہ اسکو حرام کرتا ہوں۔ اس باب میں حضرت عمرؓ حضرت ابو سعید الخدریؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت زید بن ودیعہؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت عبدالرحمان بن حسنہؓ سے روایات مروی ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔

وقد اختلف اهل العلم فی اکل الضب فرخص فیه بعض اہل العلم عن اصحاب النبی ﷺ وغیرهم و کرهه بعضهم مروی عن ابن عباسؓ انه قال اکل الضب علی مائدة رسول الله ﷺ وانما ترکه رسول الله ﷺ تقذرا۔

ترجمہ : اہل علم کا گوہ کھانے میں اختلاف ہے' رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام اور دوسرے اہل علم

نے اسکے کھانے کو جائز اور مرخص قرار دیا ہے جبکہ بعض دوسرے اہل علم نے اسکو مکروہ قرار دیا ہے' اسلئے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے دستر خوان پر گوہ کھایا گیا اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے اسکو گندی چیز سمجھ کر چھوڑ دیا کیونکہ آپ کو اس سے گھن آنے لگی۔

اس باب میں ضب (گوہ) کا مسئلہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

دور جاہلیت میں سب چیزوں کے کھانے کا رواج تھا لوگ سب چیزوں کو کھاتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جن اشیاء کے بارے میں حرمت یا حلت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا تو آپ ﷺ اس چیز کے بارے میں فرماتے تھے لا اکله ولا احرمه (الحدیث) کہ نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں۔

سوال : یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اشیاء میں اصل اباحت ہے تو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں اسکو نہیں کھاتا' کیوں تھا ؟ اور اس کی وجہ کیا تھی ؟

جواب : اصل میں بعض لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور بعض شہر میں' شہریوں کی عادات اور طبیعت الگ ہوتی ہے اور دیہاتیوں کی الگ تو اس زمانہ میں دیہات کے لوگ بعض اشیاء کو کھاتے تھے اور شہری لوگ ان کو استعمال نہیں کرتے تھے اس لئے کہ بعض اشیاء میں طبعی گندگی ہوتی ہے طبیعت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے' اور اسکو کھانا پسند نہیں کرتی تو چونکہ رسول اللہ ﷺ بھی شہری تھے مکہ کے رہنے والے تھے مکہ اس زمانے میں بھی ایک بڑا شہر تھا تو ظاہری گندگی کی وجہ سے بھی آپؐ اس سے طبعاً پرہیز کرتے تھے اگرچہ شرعاً اسکا حکم نہ آیا ہوتا۔

تو اسی طرح ضب (گوہ) کے بارے میں پوری طرح وضاحت نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے جب رسول اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نہ اسکو کھاتا ہوں اور نہ اسکو حرام کرتا ہوں۔

گوہ کا حکم شرعی :

اسلئے بعض حضرات مثلاً امام شافعیؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ گوہ حلال ہے اور اسکے کھانے میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر کھایا گیا ہے مگر امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ گوہ کھانا مکروہ ہے رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر ابتداء اسلام کے دور میں کھایا گیا' پھر اسکے کھانے سے ممانعت آئی تو منع فرمایا۔ امام ابو حنیفہؒ خود حضرت عائشہؓ کی روایت اپنی سند سے مسند ابی حنیفہؒ میں نقل کرتے ہیں۔

(۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ کسی نے گوہ لا کر دی۔ میں نے بڑی محبت سے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا کہ اسکو مت کھاؤ میں نے اس کو ایک طرف رکھا کہ اتنے میں ایک فقیر آیا تو میں نے اسکو دینا چاہا تو آپؐ نے فرمایا کہ جو چیز تمہارے لئے جائز نہیں وہ فقیر کو دینا چاہتی ہو یعنی اس کے لئے کیسے حلال ہو گئی۔ اتطعمينها مالاتاكلين تو یہ واضح انکار کراہت کی دلیل ہے۔

(۲) اسی طرح حضرت علیؓ سے روایت ہے نہی عن اکل الضب و الضبع کہ رسول اللہ ﷺ نے ضب (گوہ) اور ضبع کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

عمدۃ القاری میں عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت ہے کنت فی بیت میمونۃ فدخل رسول اللہ ﷺ ومعه خالد فجائو بضبين مشويين فتبزق رسول الله ﷺ فقال له خالد افذلك تقذرا رسول الله ﷺ قال اجل (الحديث)

ترجمہ: کہ میں حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے اور آپکے ساتھ حضرت خالد تھے تو گھر والے دو عدد روست کئے ہوئے گوہ لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسکو دیکھ کر اظہار کراہت کیلئے تھوکا جیسے گھن آگئی ہو تو حضرت خالد نے ان سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے اسے مکروہ سمجھا تو آپ نے کہا ہاں۔

(۳) ایک اور روایت میں ہے عبدالرحمان بن حسنہ فرماتے ہیں نزلنا ارضا كثيرة الضاب فاصا بتنا مجاعة فطبخنا منها وان القدرة لتغلى بها اذا جاء رسول الله ﷺ فقال ما هذا فقلنا ضباب اصبناها فقال ان امة من بني اسرائيل مسحت دو اب في الارض واني اخشى ان تكون هذه (الحديث) عبدالرحمان بن حسنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایسی زمین پر اترے جہاں بہت ساری گوہ تھیں۔ ہمیں بھوک لگی تو ہم نے انکو پکایا ابھی ہنڈیہ جوش مار رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ یہ کیا ہے تو ہم نے کہا کہ گوہ ہے جن کو ہم نے پکڑا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ کو ان زمینی چوپایوں کی شکل میں مسخ کیا گیا تھا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ضب بھی ان میں سے نہ ہو۔

(۴) شوافع اس روایت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جن اقوام کو اللہ تعالیٰ نے اس اشیاء کی اشکال پر متشکل کر کے عذاب میں مبتلا کیا تو وہ دو تین دن کے بعد ختم ہو گئے۔ یہ موجودہ گوہ وغیرہ انکی اولاد نہیں۔

تو ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم کراہت کیلئے اس روایت سے اسلئے استدلال نہیں کرتے کہ یہ موجودہ گوہ ان معذب شدہ لوگوں کی اولاد ہے بلکہ استدلال اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل اور گندی چیزوں کی شکل میں متشکل فرمایا کسی شریف حیوان کی شکل و صورت کی طرف انکو منقلب نہیں فرمایا۔ تو اس ذلت کی وجہ سے انکا استعمال کراہت سے خالی نہیں۔ اگر یہ خسیس اور وضع نہ ہوتے تو ان کی شکل پر مسخ نہ کئے جاتے۔

(۵) اسی طرح ان کا شمار حشرات میں ہوتا ہے اور انکی تخلیق میں ہی تذلیل ہے انکا مسکن ذلیل و قبیح ہے اس لئے یہ اشیاء بلوں میں رہتی ہیں اور گندگی کی جگہوں میں سکونت اختیار کرتی ہیں' حشرات سب خبائث ہیں اور خبائث کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ویحرم علیهم الخبائث (الایة) اس لئے علماء نے کہا ہے کہ حشرات سارے کے سارے حلال نہیں۔ تو چونکہ گوہ بھی خبائث میں داخل ہے اسلئے یہ کراہت سے خالی نہیں۔

(۶) احناف یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہاں دلائل کا تعارض بھی ہے بعض روایات حلت کو ثابت کرتی ہیں۔ اور بعض دوسری روایات حرمت کو ثابت کرتی ہیں۔ اور جب حرمت و حلت کا تعارض آجائے تو مبیع اور محرم کے تعارض میں محرم کو ترجیح ہوتی ہے۔ اسلئے کہ جلب منفعت سے دفع مضرت زیادہ اولیٰ ہے اور اس اصول کی بناء پر بھی گوہ کا کھانا حرام ہے۔

(۷) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب احکام میں کلی اور جزئی کا تعارض آجائے تو کلی کو توڑنے کی بجائے جزئی میں تاویل کرنی چاہیے اس جزئی کی تاویل اس طرح کی جائے کہ دونوں میں تطبیق پیدا ہو جائے اور کلیہ ساقط نہ ہونے پائے تو یہاں بھی قاعدہ کلی کا تقاضہ یہ ہے کہ گوہ حرام ہو اس لئے کہ ذی مخلب ہے کہ اچانک دوسرے پر حملہ کرتی ہے اور اس کو کچا کھاتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نهی عن كل ذى ناب من السباع ونهى عن كل ذى مخلب من الطيور (الحديث) کہ درندوں میں سے ہر ذی ناب اور پرندوں میں سے ہر ذی مخلب کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کا تقاضہ یہ ہے کہ گوہ حرام (ہو) ہے بخلاف اس جزئی روایت سے جو اثبات حلت کرتی ہے تو دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اس جزئی واقعہ کو ابتداء اسلام پر محمول کیا جائے جب حرمت کا حکم نازل ہوا تو حلت کا حکم ختم ہوا۔

اس حدیث میں کل صراحتہ کلیۃ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

تقذرا:

اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو ابتداء ہی سے ہر اس چیز کے استعمال یا عمل کرنے سے بچایا ہے جن کا کرنا معیوب یا طبعی لحاظ سے گندہ تھا اگرچہ شریعت نہیں آئی تھی اور منصب نبوت نہیں ملا تھا مثلاً حضور اکرم ﷺ کا عقیقہ نہیں ہوا تھا اس لئے کہ اس زمانہ میں عقیقہ بتوں کے نام پر ہوتا تھا پھر نبوت ملنے کے کافی مدت بعد آپؐ نے اپنا عقیقہ خود کیا۔ اسی طرح آپ ﷺ ایک مرتبہ کسی محفل میں تشریف لے گئے تو وہاں کچھ منکرات ہو رہے تھے آپ ﷺ پر غنودگی چھا گئی اور سو گئے اور صبح تک پتہ بھی نہیں چلا۔ تو جو چیز بعد میں حرام ہونے والی تھی اس سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ابتدا ہی سے بچاتے تھے اور آپ ﷺ کا میلان اس طرف ہوتا ہی نہ تھا۔ تو گوہ کا کھانا بھی تقذرا یعنی گند سے طبعی کراہت کی وجہ سے تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچالیا۔ اسے اصطلاح میں ارھاصات سے تعبیر کیا گیا ہے۔

....